REVIEW OF RESEARCH
ISSN: 2249-894X
IMPACT FACTOR : 5.7631(UIF)
VOLUME - 9 | ISSUE - 11 | AUGUST - 2020

سردار اجیت سنگھ حسرت

ڈاکٹر بسم اللہ خان
جی۔این۔اے کالج بارسی ٹاکلی،
اکولہ (مہاراشٹر)

پنجاب نے اردو کو ایسے ایسے لال و گہر دئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔اس سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ اکثر یہ قیمتی سرمایہ صرف نگاہی کا شکار ہو گئے۔سردار اجیت سنگھ کو ہی لیجئے۔تقریباً ۸۰ برس کا یہ پنجاب پوت ایک زمانے سے اردو شعر و ادب کی خدمت کر رہا ہے اور اس کے ذخیرے میں اضافہ کر رہا ہے۔آج وہ چار شعری مجموعوں کا خالق ہے لیکن یہ افسوس کہ جو شہرت اس اردو دیوانے کو ملنی چاہیے تھی، نہیں ملی۔ایک دن ہماری نگاہ ان کی ایک غزل پر پڑ گئی اور ہم لاپروائی سے ورق نہ پلٹ سکے۔پروین کمار اشک کو پٹھان کوٹ فون کیا، معلوم ہوا موصوف لدھیانہ میں مقیم ہیں اور پروین کے اچھے دوست ہیں۔ہم نے کہا ''اپنے اس دوست کا کلام بھجواؤ'' چار شعری مجموعے ''تیرے نام'' ''تنویر غزل'' سحر ہونے تک'' اور ''فن تنویر'' کا پارسل آ گیا۔ہم نے صاحب تصانیف کا شکریہ ادا کرنے کے لئے فون کیا۔دوسری طرف سے وہ خود بولے اور جب ہم نے اپنا تعارف کرایا تو محسوس ہوا کہ دوسری طرف سے سردار اجیت سنگھ حسرت کے بجائے اردو تہذیب بولنے لگی ہو۔بیس منٹ تک یہ بات چیت جاری رہی جو ہماری زندگی کی ایک یادگار بات چیت ہوئی، جی چاہا وہ بولتے ہی رہیں ہم سنتے رہیں۔یہ صحیح ہے کہ اجیت سنگھ حسرت کو وہ نام، وہ شہرت نہ ملی ہو جو انہیں ملنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں ہے کہ ان کے کلام کا نوٹس ہی نہ لیا گیا ہو۔اچھے نامور اور معتبر ادبی شخصیات کی نگاہ سے ان کا کلام گذرا ہے اور ان حضرات نے حسرت کے کلام پر اپنی گراں قدر رائے پیش کی ہیں۔ڈاکٹر شباب للت صاحب نے لکھا ہے:

''حسرت کی شعریت سے بھرپور تخلیقی کاوش عام انسان کا جذبِ عشق نیز اس کے خارجی و داخلی محسوسات کو سلیقے، شائستگی اور زبان و بیان کے کامل رکھ رکھاؤ کے ساتھ منعکس کرتی ہے۔محبت کی بنیادی حقیقتوں اور کیفیتوں کی آئینہ داری کرتے ہوئے وہ صنفِ غزل کے نازک، سلیس الفاظ و اشارات کے راستے وہ قاری کو حسن و عشق کے راز و نیاز کی اسی طلسماتی دنیا میں لے جاتے ہیں۔جہاں محبت کی مقدس دھوپ چھاؤں کے سوا اور کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔جہاں یک گونہ بے خودی و سرمستی ساری و طاری ہوتی ہے۔ان کے یہاں تجربات کی پیچیدگی، تجریدی علامتوں و استعاروں کی شعبدہ بازی کا نام و نشان نہیں۔وادیٔ عشق و محبت کے پر لطف و تلذذ سفر میں آپ کو براہ راست شریک ہونا ہو تو چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

حیا کلی سے تو پھولوں سے رنگ و روپ لئے
غزل ہوئی ہے یہ کچھ کچھ تری ہنسی کی طرح

رنگِ حنا بکھیر دے اس کے وجود پر
اے پائے ناز تجھ کو بلاتا ہے راستہ

ہنسے بھی روئے بھی باتیں بھی کر جائے جو چپکے سے
دلاسا دے جو روتے کو اسے تصویر کہتے ہیں

دل کے درپن پہ انگلیاں اُن کی
اک دھنک سی بنا گئیں صاحب

سخن وروں کی ریاضت پہ پھر گیا پانی
سنائی شوخ نگاہوں نے وہ غزل پہلے

جذبۂ عشق جو انسان کو ازل ہی سے خالقِ کائنات نے ودیعت کیا ہے، شاعر کے اس تقدس اور ابدیت پر اٹوٹ اور لازال اعتقاد رکھتا ہے۔ حسرت فرماتے ہیں:

اپنا حسنِ صوت کھو بیٹھیں گے جب سارے حروف
نام اک الفت کا زیبِ داستاں رہ جائے گا

اجیت سنگھ حسرت کے کلام میں رسول خدا کے تئیں ان کی عقیدتی لہریں موجزن ہیں تو اکابرین دین اور اہل سنت وصفا کا احترام بھی متاثر کرتا ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

مظلوموں کو خود بڑھ کے لگاتے ہیں گلے سے
ناداروں یتیموں کے نگہبان ہیں محمد ﷺ

رستہ بھی، مسافر بھی ہیں ،منزل بھی وہی ہیں
یوں کہنے کو تو دھرتی پہ انساں ہیں محمد ﷺ

حسرت کے کلام میں درویشوں اور اہل طریقت کی عظمت دیکھئے:

اگر فقیر سے ملنا ہے تو سنبھل پہلے
امیر بن کے نہ جا پیرہن بدل پہلے

جتائیں کانچ کے بُندے تو خوب ہیں لیکن
تو خواہشوں پہ بھی ، جوگی بھبھوت مل پہلے

حسرت خدائے پاک سے یوں مخاطب ہیں:

تجھ کو واحد بھی میں نے لکھا تھا
اب تجھے بے حساب لکھوں گا
میدان کارزار میں تنہا نہیں ہوں میں
بازو بھی تیرے ہاتھ بھی شمسیر بھی تری

اس سلسلے میں پاکستانی ادیب جاوید جاودانی صاحب نے بھی حسرت کے کلام کا جائزہ لے کر اپنی رائے پیش کی ہے۔رقم طراز ہیں:

"گذشتہ دنوں مجھے بھارت جانے کا اتفاق ہوا۔امرت سر میں جناب اوم پرکاش سونی نے لدھیانہ کے ایک اردو شاعر اجیت سنگھ حسرت کا مجموعہ کلام "تنویر فن" مجھے دیا۔اس پر تبصرہ "مون ڈائجسٹ" میں شائع کرنے کی درخواست کی۔میں نے اس وقت مجموعہ کلام رکھ لیا لیکن جب میں پاکستان لوٹ آیا اور میں نے اس کتاب کی ورق گردانی کی تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اجیت سنگھ حسرت نے اپنے مجموعہ کلام کا آغاز حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول ﷺ سے کیا ہے۔ان کی یہ دونوں نظمیں نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں اور معنوی اعتبار سے اپنے اندر بہت گہرائی رکھتی ہیں۔اجیت سنگھ حسرت بلاشبہ ایک سکھ شاعر ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ کے بارے میں نعت لکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا اسلامی تاریخ کے متعلق اچھا خاصا مطالعہ ہے،اور ان کی لکھی حمد پڑھ کر بھی مجھے بڑی خوشی ہوئی۔وہ اللہ کی عظمت اور توحید کی قائل ہیں۔ان کی حمد کا مطلع ملاحظہ ہو جس میں نہایت خوبصورتی سادگی اور شگفتگی پائی جاتی ہے۔اس شعر میں سالک پکار اٹھتا ہے میرا مجھ میں کچھ نہیں!جو کچھ ہے سو تیرا۔

ہر اک ورق پہ نام بھی تصویر بھی تری
میری کتابِ زیست میں تحریر بھی تری

انہیں محمد عربی ﷺ بھی خصوصی عقیدت ہے کیوں کہ عقیدت نہ ہو تو اس قسم کی خوبصورت اور اعلیٰ پایہ کی نعت نہیں لکھی جا سکتی۔ان کی نعت کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ہاں شاہ عرب صاحب قراں ہیں محمد ﷺ
ہر دل کی ریاست کے بھی سلطاں ہیں محمد ﷺ

مظلوموں کو خود بڑھ کے لگاتے ہیں گلے سے
ناداروں ، یتیموں کے نگہبان ہیں محمد ﷺ

اجیت سنگھ حسرت نے جہاں خوبصورت شاعری کی ہے وہاں اپنی کتاب کی اشاعت کا بھی خوب اہتمام کیا ہے۔اس کتاب کی ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بعض اشعار کی عکاسی کرنے کے لئے باقاعدہ مصور سے صفحات پرنٹ کروائے ہیں اور پرنٹنگ اتنی دلکش اور خوبصورت ہے کہ جی خوش ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ پینٹنگ پر جو شعر ہے وہ اس تصویر کی عین تعبیر نظر آتا ہیکہ شاعری کی کتب میں یہ ایک جدت ہے اور قابل تقلید ہے۔جہاں تک اجیت سنگھ حسرت کی شاعری کا تعلق ہے تو بقول احمد ندیم قاسمی ان کی غزلوں میں سلاست اور اظہار کی سادگی ان کا خصوصی وصف ہے اور یہ سادگی بے ساختگی کی حد تک سادہ ہے۔غزل کے جملہ مطالبات کو پیش نظر رکھ کر بالکل نئی غزل کہنا دشوار ہے۔مگر اجیت سنگھ حسرت نے اس دشواری کو اپنی خداداد صلاحیت کی بناپر سہولت بنالیا ہے۔